میں نے اسلام کیوں قبول کیا

قاہرہ میں ڈاکٹر خالد شیلڈرک کا خطبہ

(انگریزی سے ترجمہ ماخوذ از رسالہ برہان دہلی)

مشہور نومسلم انگریز علامہ ڈاکٹر خالد شیلڈرک نے مصری نوجوانوں کی انجمن (جمعیۃ الشبان المسلمین قاہرہ) کے ایوان میں ایک اجتماع عظیم کے سامنے مقالہ ذیل پیش کیا ہے، اس مقالہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ یوروپ میں اشاعت اسلام قادیانی مبلغوں کی نام نہاد مساعی کی رہین منت نہیں ہے بلکہ تعلیم یافتہ یوروپین اپنے ذاتی مطالعہ کی بنا پر فوج درفوج حلقۂ اسلام میں داخل ہورہے ہیں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ۔

میں اپنے خطبہ کا افتتاح کلمۂ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" سے کرنا چاہتا ہوں کہ میرے جذبات مسرت کا تقاضا یہی ہے۔ میں نے دینِ اسلام کافی غور وفکر کے بعد قبول کیا ہے اور آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ میں نے اس دین کی تعلیمات اولاً اس کے موافقین کی کتابوں سے نہیں بلکہ اس کے مخالفین کی کتابوں سے حاصل کی ہیں۔

میں برطانوی ماں باپ کے گھر پیدا ہوا جو "پروٹسٹنٹ چرچ" سے وابستہ تھے اور میرے والد کی آرزو تھی کہ وہ مجھے اس چرچ کا ایک پادری دیکھے۔ اس لئے مجھے دینی کتب کے مطالعہ اور مذہبی موضوعات پر مباحثہ میں مصروف دیکھکر اُسے مسرّت ہوتی تھی۔

مجھے یہ بتادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان اگرچہ بظاہر عیسائیت کا پیرو ہے لیکن نوّے فی صدی انگریز عیسائیت کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور میں بلند آہنگی کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ میں خود اپنی زندگی میں ایک دن بھی عیسائیت کے مزعومہ اصول کا قائل نہ ہوسکا۔ آپ جانتے ہیں کہ عیسائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر قائم ہے کہ خدا کی ذات واحد تین شخصیتوں کا مجموعہ ہے۔ اور یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جسے قبول کرنے سے عقل انکار کرتی ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ باپ اور بیٹا ہر زمانہ میں ساتھ ساتھ موجود ہوں جس کسی زمانہ میں باپ کا وجود فرض کیا جائے بیٹے کا وجود بھی اس کے ساتھ لازم ہو یہ ایک ناقابل فہم عقیدہ ہے جسے کوئی ذی ہوش تسلیم نہیں کرسکتا با ایں ہمہ عیسائی عقیدۂ تثلیث پر اڑے ہوتے ہیں۔ خواہ اسے سمجھتے نہ ہوں۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عیسائی ۲۵ دسمبر کو مسیح علیہ السلام کا یوم ولادت مانتے ہیں حالانکہ اس خیال کی تائید میں وہ کسی مسیح کی ہم عصر یا قریب العصر شخصیت کی سند پیش نہیں کرسکتے۔ دراصل یہ ایک پوپ کی دماغی اختراع ہے جسکی کوئی تاریخی اصلیت نہیں بلکہ اصول حساب کی شہادت اسکے برخلاف ہے۔ بات یہ ہے کہ ۲۵ دسمبر قدیم بت پرستوں کا ایک مقدس دن تھا۔ یہ لوگ سورج دیوتا کے پجاری تھے۔ چنانچہ جب انکا دیوتا سورج جسے یہ مصدر وجود اور چشمۂ حیات سمجھتے تھے زمانہ انقلاب سرمائی کو ختم کرلیتا تھا تو

اس سے اگلے دن یہ عید مناتے تھے اور اسے اپنے دیوتا کا یوم ولادت مانتے تھے۔ اسی عقیدہ ولادت شمس کو عیسائیوں نے عقیدہ ولادت مسیح میں تبدیل کر لیا۔ اور بُت پرستوں کے قدیم دستور کے مطابق ۲۵ دسمبر کو عید قرار دیا۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی علمی یا تاریخی سند نہیں جس سے وہ اس تاریخ کو یوم ولادت مسیح ثابت کر سکیں۔ اسی طرح قدیم بُت پرست اعتدال ربیعی سے اگلے دن بھی عید مناتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آج انکے خدا سورج دیوتا نے اس تاریکی پر فتح پائی ہے جو اسکے راستہ میں حائل ہوگئی تھی اور اب اسکی طاقت اور روشنی میں اضافہ ہوگیا ہے۔ چنانچہ پُرانے بت پرستوں کی پیروی میں جس طرح عیسائیوں نے یوم ولادت مسیح میں تبدیل کرکے عید منانا تھا اسی طرح انھوں نے یوم اعتدال ربیعی کو جو دراصل سورج دیوتا کے طاقت پانے کا دن تھا مسیح کے طاقت پانے کا دن قرار دیکر اُسے عید القیامۃ (ایسٹر) بنا لیا۔ باپ بیٹے کا مسیحی عقیدہ بھی قطعی پرانے بت پرستوں کے عقائد سے ماخوذ ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ بدھ مت کے ماننے والے بدھ کے بچپن کے زمانہ کی تصویر اس کی ماں مایا کے ساتھ جس انداز سے بناتے ہیں بعینہٖ اسی انداز کی تصویر مسیح کے زمانۂ طفولیت کی، ان کی ماں مریم کے ساتھ ہم ہر گرجا میں منقوش پاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسیح کی وہ شخصیت جس کے عیسائی دعویدار ہیں کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر کوئی ناقد علمی طریقہ سے اس موضوع پر بحث کرے تو اسے اس مبحث سے خالی ہاتھ واپس آنا پڑیگا۔ اس کا اندازہ آپ مسیح کی ان تصویروں ہی سے کیجئے جو مختلف ممالک میں آپ پاتے ہیں آسٹریا کے گرجوں میں آپ مسیح کی صورت کچھ پائیں گے اور اٹلی کے گرجوں میں کچھ۔ آپ غور و فکر کے بعد بھی مسیح کی ان فرضی تصویروں سے ان کی اصلی صورت کا اندازہ نہ کر سکیں گے۔

اسلام کے خلاف عیسائیت کا غلط پروپیگنڈا واقعہ یہ ہے کہ عیسائیوں کے مختلف طبقوں میں اصول عیسائیت اور ذات مسیح کے متعلق بنیادی اختلافات ہیں۔ عیسائیت کی انہی الجھنوں نے دوسرے مذاہب کے مطالعہ پر آمادہ کیا۔ چنانچہ مذاہب عالم کے متعلق انگلستان کی لائبریریوں میں مجھے جتنی کتابیں ملیں میں نے اُن کا مطالعہ شروع کیا۔ یہاں میں نے دنیا کے ہر مذہب کے متعلق علمی کتابیں پائیں جن سے ان مذاہب کے متعلق کافی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ مگر جو کتابیں اسلام کے متعلق دیکھیں ان میں بجز طعن و تشنیع کے کچھ نہ تھا۔ ان کتابوں کا نچوڑ یہی تھا کہ اسلام کوئی مستقل مذہب نہیں ہے بلکہ وہ محض عیسائی لٹریچر سے ماخوذ چند اقوال کا مجموعہ ہے۔

قدرتاً میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اگر واقعی اسلام ایسا بے حقیقت مذہب ہے جیسا کہ یہ ظاہر کرتے ہیں تو پھر اس پر اس قدر اعتراضات، اسقدر طعن و تشنیع اور اس کے مقابلہ و مدافعت کیلئے اتنی طاقت آزمائی کی کیا ضرورت؟ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اگر دین اسلام سے انھیں خوف نہ ہوتا اور اس کی قوت و زندگی سے مرعوب نہ ہوتے تو اس سے مقابلہ و مجادلہ اور اس توہین و تذلیل کیلئے اتنی محنت برداشت نہ کرتے۔ چنانچہ اب میں نے طے کر لیا کہ دین اسلام کی جتنی کتابیں مجھے ملسکتی ہیں میں ان سب کو ایک ایک کرکے دیکھوں گا۔

معترضین کے اعتراضات سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ یہ لوگ اگرچہ معاندانہ نقطۂ نظر کو پیش کرتے ہیں مگر اس سے بھی اسلام کی طاقت وقوت کا اندازہ ہوتا ہے اور اسلام کیلئے دعوت و تبلیغ کا راستہ پیدا ہوتا ہے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ۔۔۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

اب جبکہ مجھے ہدایت نصیب ہوگئی۔ اور میں نے دل کے پردوں میں سے یہ آواز سُنی کہ میں مسلمان ہوں تو میں نے باقاعدہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوجانے کا ارادہ کرلیا مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ دارالخلافہ اسلام میں ایک مشہور مسجد ہے جسکا نام مسجد آیا صوفیہ ہے (اور وہ اسلام کا سینٹر ہے) تو میں نے اس مسجد کے پتہ پر اپنے حالات لکھ بھیجے۔ جب میرا خط قسطنطنیہ پہنچا تو محکمہ ڈاک نے اسے سلطان عبدالحمید کی خدمت میں روانہ کردیا۔ سلطان المعظم کے سکرٹری نے مجھے جواب دیا کہ آپ مشہور انگریز نومسلم شیخ عبداللہ کوئلم بیرسٹر سے ملاقات کریں۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ مجھے ایسے مسلمان انگریز سے ملاقات کرکے کسقدر خوشی ہوئی ہوگی۔ جس سے میں کھل کر اپنے دل کا راز بیان کرسکوں اور آزادی کے ساتھ اپنے عقائد وخیالات کا اظہار کرسکوں۔ یہ عبداللہ کوئلم وہ شخصیت ہے جسکی تنہا کوشش سے انگلستان میں پانسو سے زیادہ انگریز مسلمان ہوچکے ہیں۔

اس دوران میں میرا ارادہ ہوا کہ اپنے قبول اسلام کی اطلاع والد کو کردوں۔ چنانچہ میں نے اطلاع کردی میں اس واقعہ کا اظہار مناسب سمجھتا ہوں کہ عیسائیت کو خیرباد کہنے سے تو میرے والد کو قطعاً رنج نہ ہوا۔ مگر افسوس! کہ میرے قبولِ اسلام کی خبر سے ان کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ اور ان کو اور ان کے ساتھ تمام خاندان کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ ان کے اس رنج کو اگر کوئی چیز کم کرسکتی تھی تو وہ یہ خیال تھا کہ شاید میں ان کے کہنے سننے سے پھر (معاذ اللہ) اسلام کو ترک کرکے داخل مسیحیت ہوجاؤں لیکن میں نہایت مسرت کیساتھ اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اسلام کے دامن کو تھامے ہوئے پینتیس ۳۵ سال گذر گئے ہیں اور آج میں اسوقت کی نسبت کہیں زیادہ اصولِ اسلام کا معتقد اور اس کے محاسن وفضائل کا معترف ہوں جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں اس کے احکام پر عمل کرتا ہوں۔ میں ولی اللہ ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ میں فرائض اسلامی کو ادا کرنے میں کسر نہیں چھوڑتا۔

مسلمانوں کو عملی نمونہ بننا چاہئے

مجھے کامل یقین ہے کہ ایک دن تمام دنیا دینِ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آجائیگی۔ مگر یہ اس امر پر موقوف ہے کہ پیروانِ اسلام اسلام کا نمونہ بنیں اور اصولِ اسلام کو عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں مختلف ممالک اسلامی کے سفر کے دوران میں میں نے محسوس کیا ہے کہ جن ممالک میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ وہاں ان پر ضعف، پست ہمتی اور افتراق غالب ہے۔ اور جہاں وہ اقلیت میں ہیں وہاں وہ اصول دینی کی پیروی اور احکام دین پر عمل میں (جو قوت وترقی کے اسباب ہیں) نسبتہً بڑھے ہوئے ہیں۔ اگر دنیا کے مختلف ملکوں کے مسلمان اپنے دین کی پیروی کریں اور ان کی سیرت پر اسلام کی عظمت کے آثار نمایاں ہوں تو یہ اسلام کی ایک عملی تبلیغ ہوگی جو اقوام عالم کو اسلام کے اصولوں کا گرویدہ بنادے گی۔

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ جب غیر مسلم مسلمانوں کو احکامِ دین کے خلاف عمل کرتے دیکھتے ہیں تو وہ ان کے اعمال کے آئینہ میں دین اسلام کی مسخ شدہ تصویر دیکھکر اس سے متنفر ہوجاتے ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر انھیں یہ بتایا بھی جائے کہ جو کچھ مسلمان کررہے ہیں اسلام کے احکام اس سے مختلف ہیں۔ تب بھی وہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر احکامِ اسلام میں کوئی خوبی ہوتی تو سب سے پہلے متبعین اسلام ان پر عمل کرتے۔ اور کسی صورت میں ان کی مخالفت نہ کرتے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلموں کی کسی تقریب میں شریک ہو اور وہاں اس کے سامنے شراب پیش کی جائے اور وہ

اسے اپنی روا داری اور وسیع النظری کے اظہار کیلئے قبول کرے تو اس کا یہ عمل غیر مسلموں کیلئے اس امر کا ثبوت ہوگا کہ یہ مسلمان خود اپنے مذہب کی تعلیمات کی ترویج و انتشار کی صلاحیت کا منکر ہے ورنہ سب سے پہلے وہ خود ان پر عمل کرتا اور اپنے عمل سے دوسروں کیلئے بہترین نمونہ بنتا۔ لہذا ہر مسلمان اپنے مذہب کا مبلغ بن سکتا ہے اگر وہ اسکے آداب و اخلاق اور آئین و قوانین کی محافظت کرے جس طرح وہ اس کیلئے مانع بن سکتا ہے۔ اگر ان امور میں مداہنت برتے۔

قرآن کریم صرف احکامِ دینی ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ انسان کی انفرادی و اجتماعی دنیوی زندگی کا بھی بہترین رہنما ہے اور یہ حقیقت میں نے اسی وقت محسوس کرلی تھی جب میں نے اس کا مطالعہ شروع ہی کیا تھا حالانکہ میرا مطالعہ ان تراجم کے واسطہ سے تھا جن میں اس کی پاک تعلیم کو آلودہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں جو ہر قسم کی عبادت کو خداوند جل وعلیٰ کیلئے مخصوص کرتا ہو۔ اور توحیدِ خالص کے عقیدہ کا اعلان کرتا ہو۔ اور عیسائیت تو انسانوں کی پیشانیوں کو ان کے اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے معبودوں کے سامنے گراتی ہے۔ بھلا اسکے اس شرک ظاہر کا اسلام کی توحیدِ باہر سے کیا مقابلہ جس کی دعوت سورۂ اخلاص میں اس طرح دی گئی ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ کہدو کہ اللہ ایک ہے۔ اور وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اُس کا کوئی ہمسر ہے۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ قرآن نے جس خدا کی عبادت کیلئے بندوں کی رہنمائی کی ہے وہ ہر عیب سے بَری اور ہر صفت کمال سے متصف ہے۔ جب انسانیت جہالت اور بچپن کے زمانہ سے گذر رہی تھی تو وہ ہاتھ اور قلم کے بنائے ہوئے خداؤں سے کھیلتی تھی۔ افسوس کہ آج ۱۹۳۸ء میں بھی یہ حماقت دیکھی جارہی ہے۔ خدا کے تخیل کے مطابق عقلِ انسانی کی طفلانہ لغزشوں کے تماشے آپ گرجاؤں میں دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن انسانیت کے شباب کے مناظر مسجدوں میں نظر آئیں گے جہاں نہ تصویریں ہوں گی نہ مجسمے جو عبادت کرنے والوں کے دل غیر اللہ کی طرف پھیریں۔ حالانکہ خدائے واحد ہی تمام کمالات کا مرکز ہے اور عبادت کا مستحق۔ انسانیت کو اس رفیع مرتبہ پر پہنچانے کا سہرا ہادی اعظم نبی اکرم محمد رسول اللہ و خاتم النبیین کے سر ہے۔ جنھوں نے بتوں کو توڑا اور جلی و خفی شرک کے آثارِ قدیمہ کو مٹادیا اور انسانیت کو ذلت کے مقام سے نکال کر عزت کے اس مرتبہ پر فائز کیا جو ہر طرح اس کے لائق تھا۔

اسلامی برادری کی جاذب نظر خصوصیت یہ ہے کہ آپ کرۂ زمین پر کسی ملک میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو چلے جائیں آپ اجنبیت محسوس نہ کریں گے بلکہ آپ کو عزیزوں کی جگہ عزیز اور بھائیوں کی جگہ بھائی ملیں گے۔ لہذا اے حلقہ بگوشانِ اسلام ! ہمیں نہ بالشویزم کی ضرورت ہے اور نہ کمیونزم کی۔

اسلامی اخوت و مساوات سیاسی مذہب جن خوبیوں کے دعویدار ہیں وہ ہمارے دین میں بدرجۂ اتم موجود ہیں اور جن خرابیوں سے یہ آلودہ ہیں اُن سے ہمارا دین پاک ہے۔ یہ ایک معتدل مذہب ہے اور ایک عملی پروگرام ہے جو ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں انسانی سوسائٹی کی فوز و فلاح کا ضامن ہے۔ اخوتِ اسلامی کے نام سے دنیا سب سے پہلے اسی کے ذریعہ واقف ہوئی۔ یہ ایک "جمعیۃ اقوام" ہے جو اغراض و اہواء سے بری ہے اور اس کے رکن جنسی وطنی اختلافات سے ناواقف

ہیں۔ یہ سب اخوت کی ایسی مضبوط زنجیریں جکڑے ہوئے ہیں جس کے حلقوں کو امیری و غریبی اور اس قسم کے دوسرے ناپائدار مظاہر جدا نہیں کر سکتے۔ جب مجھے دینِ اسلام کے یہ اصول معلوم ہوئے تو مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام اپنی ان خوبیوں کی بنا پر تمام سماوی و ارضی شریعتوں سے ممتاز ہے۔ اور میں پہلے سے زیادہ اس کا گرویدہ ہوگیا۔ دین اسلام کی ایک اور خصوصیت جس نے مجھے اپنی طرف ملتفت کیا اور جس سے اس کی قدر و منزلت میرے دل میں زیادہ ہوئی وہ "تحریم شراب" ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جس سے دوسرے مذاہب کی کتابیں ہمیں خالی نظر آتی ہیں۔ بلکہ عیسائیت میں تو ہم ام الخبائث کی ترغیب پاتے ہیں۔ مثلاً "سینٹ پولس" کی اپنے شاگرد کو ہدایت کہ "وہ تھوڑی شراب اپنے معدہ کی اصلاح کیلئے پیا کرے" یا پانی سے بھرے ہوئے برتنوں کا شراب میں تبدیل ہوجانے کا واقعہ" مجھے تسلیم ہے کہ اس مذہب کے پیشوا شراب سے احتراز کرنے کی ہدایت کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم کتب مقدسہ کی ان نصوص سے بھی آنکھیں نہیں بند کر سکتے جو صراحۃً شراب پینے کی ترغیب دے رہی ہیں پھر بتایئے ہم کیا مانیں اور کیا نہ مانیں؟ بعض اشخاص کی تحریر یا کتب مقدسہ کی تحریص؟۔

ابھی کچھ عرصہ ہوا امریکہ نے شراب کے خلاف جہاد شروع کیا تھا مگر باوجود تمدن جدید کے تمام وسائل کے اسے اس معرکہ میں پسپا ہونا پڑا۔ کیا امریکہ کی اس معرکہ آرائی کا رسول اکرم مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی سے کوئی مقابلہ کیا جاسکتا ہے کہ جوں ہی آپ نے شیدایانِ اسلام کو بتایا کہ ان کے خدا نے شراب کو حرام کردیا ہے تو بے تامل شراب کے مٹکے اُلٹ دیئے گئے اور برتن توڑ دیئے گئے۔ اور سڑکوں پر شراب کی ندیاں بہہ گئیں۔ یورپ اور امریکہ کے فہمیدہ انسان جن کی ہدایت و نصائح کی وجہ سے امریکہ میں کچھ عرصہ شراب کی بندش رہی۔ خواہ زبان سے اعتراف نہ کریں مگر ان کے دل یقیناً انسانی سوسائٹی کی اصلاح میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن تاثیر اور آپ کی رہنمائی کی کامیابی کا اقرار کر رہے ہیں۔

ہمیں طب بتاتی ہے کہ خنزیر کا گوشت صحت کیلئے سخت مضر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک خاص قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں جن کے متعلق تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ آگ ان پر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور ان کی مضرت کو دور نہیں کر سکتی۔ اگرچہ عیسائیوں کی کتب مقدسہ خنزیر کے گوشت کی ممانعت کرتی ہیں مگر دنیا کے ہر حصہ میں عیسائی اسے بالعموم استعمال کرتے ہیں اور اس کی طبی مضرت اور اپنے مذہب کی ممانعت کی پرواہ نہیں کرتے۔ برخلاف مسلمانوں کے کہ وہ اپنے پاک مذہب کے حکم کے مطابق اس سے قطعاً محترز ہیں۔ اور دنیا کے کسی حصہ میں اس کا استعمال نہیں کرتے۔

بلاشبہ چونکہ اکثر عیسائی اس حقیقت سے واقف ہیں کہ جو انجیل ان کے ہاتھوں میں ہے وہ مسیح علیہ السلام سے بعد کی لکھی ہوئی ہے۔ اور چونکہ انھیں ان بنیادی اختلافات کا علم ہے جو ان کی دینی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اسلئے اس علم و وقوف نے انھیں اپنے احکام دین سے اعراض پر جری کردیا ہے لیکن مسلمانوں کو کامل یقین ہے کہ جو قرآن آج انکے ہاتھوں میں ہے وہ وہی قرآن ہے جو صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اسمیں ایک نقطہ اور ایک شوشہ کا فرق نہیں۔

اعتقادی حقائق حقائق مذکورہ کی معرفت کے بعد جب میں نے عام معتقدات اسلامی کا جائزہ لیا تو میں نے تمام اسلامی عقائد عقل کے عین مطابق پائے، توحید خالص کا عقیدہ جو اسلام کا طغرائے امتیاز ہے صحیح ترین عقیدہ ہے جس سے انسان واقف ہوسکا ہے۔ توحید الوہیت، توحید ربوبیت، اور خالق عالم کیلئے تمام صفات کمال کے اثبات میں وہ منفرد و مکمل ہے

اور اس کے ساتھ ساتھ دینِ اسلام خدا کے تمام پیغمبروں کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ علیہم صلوات اللہ وسلامہ

مسلمان ایک دوسرے کو جو سلام کرتے ہیں وہ کیا خوب ہے۔ اسکے معنی کیسے دلپذیر ہیں اور وہ طریقہ جس سے سلام کیا جاتا ہے کیسا دلکش ہے! خصوصًا سر اور دل کی طرف ہاتھ سے اشارہ۔ کیونکہ جسم انسانی میں یہی دونوں اعضا بہتر و برتر ہیں۔ بھلا اس سلام کا اٹلی کے فیسٹ سلام سے یا دنیا کی دوسری قوموں اور جماعتوں کے سلام سے کیا مقابلہ؟ بعض یورپین الزام لگاتے ہیں کہ "اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے" یہ ایک ذلیل جھوٹ ہے اور الزام لگانے والے خود جانتے ہیں کہ یہ غلط اور غیر معقول ہے۔ کیونکہ یہ اگر ایک طرف تاریخ کی تصریحات کے خلاف ہے تو دوسری طرف اصول اسلام کے۔ اگر اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہوتا تو کیا ممالک اسلامیہ میں آج ان گرجاؤں صنم خانوں اور غیر اسلامی اوضاع واطوار کا جو اسلام کے زمانۂ شباب سے اپنی اصلی حالت میں چلے آتے ہیں۔ وجود بھی باقی رہتا۔ اور پھر قرآن مجید کی آیات بینات کے سامنے انکے ان ہفوات کی کیا حیثیت رہجاتی ہے۔ قرآن کہتا ہے:۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[1] یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ[2] یعنی (اے نبیؐ) آپ ان (کافروں) پر مسلط نہیں کئے گئے۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ[3] یعنی تمہیں تمہارا دین مبارک اور مجھے میرا دین۔

تلوار کی دھار سے مذہب کی تبلیغ تو خود ان کا اپنا طریقہ رہا ہے۔ مذہب کے نام پر جو مظالم اسپین کے مسلمانوں پر روا رکھے گئے ان کے ذکر سے تاریخ کی کتابیں رنگین ہیں اور عیسائیوں کی پیشانیاں داغدار۔ ان کو خود اس کا اقرار ہے کہ جب شارلمان جرمنی میں داخل ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جو کس عیسائیت قبول نہ کرے اُسے تلوار سے اڑا دیا جائے۔ بہر کیف اگر کوئی مذہب تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے تو وہ اسلام نہیں بلکہ کوئی اور مذہب ہے۔

برادرانِ اسلام! وقت زیادہ ہوگیا ہے۔ میں اس موضوع پر آپ سے جو کچھ کہنا چاہتا تھا وہ سب نہ کہہ سکا۔ میں دوبارہ آپ کے سامنے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جسقدر اسلام کے متعلق میری معلومات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے میرے دل میں اس کا احترام وایقان زیادہ ہوتا جاتا ہے مجھے یہ دعویٰ تو نہیں کہ میں نے مکمل مذہبی معلومات حاصل کرلی ہیں۔ لیکن بہ قدر ضرورت میں ان سے ضرور بہرہ مند ہوچکا ہوں۔ مجاہد اعظم سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے فتوحات اسلامیہ میں جو شریفانہ، بہادرانہ اور رحیمانہ طرز عمل اختیار کیا اور اس سے دین اسلام کی جو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوئی چونکہ میرے دل میں اس کی بڑی قدر ہے اس لئے میں نے اس مجاہد کے نام پر اپنا نام رکھنا پسند کیا ہے۔

نوجوانانِ اسلام! قبل اس کے کہ میں اس منبر سے اتروں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ پر اسلام کی طرف سے بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسکو آپ کی جان فروشی اور سخت کوشی کی ضرورت ہے۔ ہم خادمانِ اسلام اب بوڑھے ہوگئے ہیں۔ آپ لوگ اسلام کی ترقی وتبلیغ کیلئے بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ لہذا اپنی امکانی کوشش میں کسر نہ چھوڑیئے تاکہ اس انجمن کے اغراض کی تکمیل ہو۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت جو اسکے مقاصد ہیں ان کی تحصیل ہو۔ آپ انجمن کے عہدیداروں کے بھروسہ پر نہ رہیئے۔ انھیں بہت سے دفتری کام ہیں اصل اور ٹھوس کام آپ کو کرنا ہے اگر آپ مل جل کر اسے انجام دینے کیلئے تیار رہوں تاکہ یہ شاندار ادارہ ترقی کی انتہا کو پہنچ جائے۔ اسوقت میں نے آپ سے اس طرح گفتگو کی ہے جس طرح ایک دوست اپنے دوستوں سے کرتا ہے۔ م

م مجھے معلوم ہے کہ [illegible] آپ نے مخصوص حدود میں رہ کر تقریر کی ہے [illegible] مگر دوستانہ گفتگو اس پابندی سے آزاد ہے بھائی اپنے بھائی سے جو چاہے کہہ سکتا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری باتوں کو توجہ سے سنا اور مجمع حضرات کا بھی ممنون ہوں [illegible] ترجمانی کی زحمت گوارا کی کیونکہ مجھے افسوس ہے کہ میں عربی زبان میں آپ کو مخاطب کرنے سے معذور تھا فقط۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

[1] پ ۳ ع ۲۔ [2] سہ پ ۳۰ سورہ غاشیہ [3] سہ پ ۳۰ سورہ کافرون۔